اسلام اور مغرب

ظفر اللہ خان☆
ناظم بلدیہ ملتان

اِسلام اور مغرب

اہل مغرب اپنے سیکولر، روشن خیال، جمہوری معاشرے کے مقابلے میں اسلامی معاشرے کو پسماندہ اور غیر انسانی سمجھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ خیال سراسر غلط فہمی پر مبنی ہے۔ اسلام صرف ایک مذہب نہیں، بلکہ ایک تہذیب ہے اور مکمل تہذیب ہے۔ یہ صحیح ہے کہ بعض پہلوؤں سے اسلامی معاشرے مغربی معاشرے سے چند دہائیاں پیچھے ہیں لیکن ترقی کی جو شاہراہ مغرب نے اختیار کی ہے وہ بھی سارے انسانی مسائل کا حل پیش نہیں کرسکتی۔ اصل سوال یہ ہے کہ ایسا کون سا راستہ ہے جو بدترین نتائج کے بغیر عام انسان کو اعلیٰ زندگی دے سکتا ہے؟ اس ضمن میں اسلامی اَقدار پر سنجیدہ توجہ کی ضرورت ہے۔

مغربی معاشرہ میں بھی اقدار مستقل نہیں ہیں بلکہ تیزی سے بدل رہی ہیں۔ مثال کے طور ۱۹۶۰ء سے پہلے ہم جنس پرستی غیر قانونی تھی، اب اس کی اجازت ہے۔ اسی طرح یورپ میں سزائے موت ختم کردی گئی ہے جبکہ امریکہ میں اس کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے لیکن جلد ہی امریکہ میں بھی اسے حقوقِ انسانی کے خلاف قرار دے دیا جائے گا۔

عورتوں کے حقوق

مغرب اسلام کو عورتوں کے حقوق کے ضمن میں پسماندہ سمجھتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اسلامی اَقدار کی غلط تفہیم مسائل پیدا کر رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے بہت سے حقوق عورتوں کو مغرب سے بہت پہلے دیئے ہیں۔ مثال کے طور پر

۱۔ برطانیہ میں عورتوں کو جائیداد رکھنے کا حق ۱۸۷۰ء میں ملا ہے جبکہ مسلمان عورتیں چودہ سو سال سے یہ حق استعمال کر رہی ہیں۔

۲۔ مغرب میں چند دہائیاں قبل تک ساری جائیداد بڑے بیٹے کو ملتی تھی جبکہ اسلام اسے چودہ سو سال پہلے ناجائز قرار دے چکا ہے۔

۳۔ فرانس اور سوئٹزر لینڈ نے عورتوں کو الیکشن میں ووٹ کا حق بالترتیب ۱۹۴۴ء اور ۱۹۷۱ء میں دیا ہے جبکہ افغانستان، ایران، عراق اور پاکستان میں مسلمان عورتیں ۵۰ سال سے یہ حق استعمال کر رہی ہیں

☆ بار ایٹ لاء، لنکزان (لندن)

۴۔ مزید برآں مغرب کی سب سے مضبوط قوم 'امریکہ' میں آج تک کوئی عورت صدر نہیں بن سکی جبکہ تین مسلمان ممالک (پاکستان، بنگلہ دیش اور ترکی) میں مسلم خواتین وزیراعظم رہ چکی ہیں۔ بنگلہ دیش میں آج بھی مسلم خاتون وزیراعظم ہے۔

سنسر شپ

اکثر مسلم ممالک کو سنسر شپ پر مطعون کیا جاتا ہے۔ مثلاً سلمان رشدی کی کتاب 'شیطانی آیات' کے بارے میں مسلمان ممالک کے رویہ پر اہل مغرب نے بہت برہمی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اگر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مغربی ممالک میں بھی وسیع پیمانے پر سنسر شپ پائی جاتی ہے مگر اس کا طریقہ کار مختلف ہے:

۱۔ مغربی ممالک جوں جوں سیکولر ہوئے ہیں توں توں انہوں نے پاکیزگی کے نئے بت بنالئے ہیں۔ بیسویں صدی کے آخر میں ان کے نزدیک فن کی آزادی مذہب سے زیادہ پاکیزہ قرار پائی ہے جبکہ مسلمان رشدی کی کتاب کو فن کی آزادی سے زیادہ مذہب کی توہین بلکہ گالیوں کا پلندہ سمجھتے ہیں جس میں پیغمبر اسلامؐ اور ان کی پاکیزہ بیویوں کے خلاف سخت نازیبا زبان استعمال کی گئی ہے۔ مسلمان سمجھتے ہیں کہ رشدی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسلام کے اعلیٰ ترین افراد کے بارے میں اتنے گندے اور فحش الفاظ استعمال کرے۔

۲۔ مسلمان سمجھتے ہیں کہ گالی اور فن میں فرق ہوتا ہے۔

۳۔ یہ کتاب مسلم ممالک میں فسادات کے خوف سے سنسر کی گئی۔ حکومتِ انڈیا نے اس کتاب پر پابندی لگاتے ہوئے یہ جواز دیا کہ یہ کتاب مذہبی جذبات کو بھڑکائے گی۔

۴۔ برطانوی ناشر نے اس انتباہ کے باوجود یہ کتاب چھاپی جس کے نتیجے میں ممبئی، اسلام آباد اور کراچی میں بلوہ ہوا جس میں ۱۵ سے زیادہ افراد مارے گئے جبکہ مغربی ممالک میں یہ بات عام ہے کہ فسادات کے خوف کی وجہ سے کتابیں نہیں چھاپی جاتی۔ کیمبرج یونیورسٹی پریس نے **Anastasis Karakasidou** کی کتاب **Fields of wheat, River and Blood.** جو یونان کے علاقے میکڈونیا کے باشندوں کے بارے میں تھی، یہ کہہ کر نہیں چھاپی کہ اس سے یونان میں کمپنی کے ملازمین کی جان کو خطرہ ہوگا۔ اگر برطانوی ناشر جنوبی ایشیا کے ۱۵ مرنے والوں کا خیال رکھتا جیسا کہ اسے آزادئ اظہار کا خیال ہے، تو وہ یہ کتاب نہ چھاپتا۔

۵۔ مغربی ممالک میں بھی سنسر شپ اتنی ہے جتنی کہ مسلم ممالک میں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ٹارگٹ،

وسائل اور طریقہ کار مختلف ہے۔ مسلم ممالک کا طریقہ کھردرا ہے جبکہ مغربی ممالک کا طریقہ زیادہ Polished (تراشیدہ) ہے۔ مغربی ممالک میں سنسر شپ کو مالی وسائل، پریشر گروپس، ایڈیٹرز، پبلشرز کی معرفت کنٹرول کیا جاتا ہے۔

۶۔ امریکہ میں سنسر آئین اور قانون کی بجائے غیر حکومتی سطح پر کیا جاتا ہے۔ یہودیوں کے بارے میں 'ریمارکس' ٹی وی، ریڈیو وغیرہ کے پروگراموں میں مصنفین کی اجازت کے بغیر خارج کردیئے جاتے ہیں۔ کارل برنسٹن، باور ڈالیٹ، ایرکا جونگ اور رپیٹر ماس جیسے معتبر مصنفین اس طرح کے سنسر شپ کے خلاف آواز بلند کرچکے ہیں۔

۷۔ امریکہ کی مشہور 'ویسٹ ویو پریس' نے جناب علی مزوری کی کتاب **Cultural Forces in World Politics** کے وہ تین باب چھاپنے سے انکار کردیا جن میں انہوں نے 'شیطانی آیات' (رشدی کی کتاب) کو ثقافتی بغاوت، فلسطینی انتفادہ کو ٹیانمن سکوائر میں ۱۹۸۹ء کی طالب علموں کی بغاوت اور جنوبی افریقہ کی نسل پرست پالیسی **Apartheid** کو **Zoinism** سے تشبیہ دی تھی۔

۸۔ اب بھی مغرب میں کسی ایسے آدمی کے لئے جو مارکسزم کو پسند کرتا ہو یا اسرائیل کو تنقید کا نشانہ بناتا ہو، ملازمت (تعلیمی اداروں اور میڈیا وغیرہ میں) حاصل کرنا مشکل ہے۔

۹۔ ٹی وی اور اخبارات پر بھی ایک خاص طرح کے پروگرام پیش کئے جاتے ہیں۔ جبکہ مسلمانوں کا نقطہ نظر پیش نہیں کیا جاتا۔

اقلیتوں سے سلوک

مغربی ممالک اپنی سیکولر فکر کو ترقی کا راز سمجھتے ہیں اور مسلم ممالک کی مذہبیت کو مسائل کی جڑ سمجھتے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ مذہب اور ریاست کی تقسیم میں مغرب اور مسلم ممالک میں کتنا فرق ہے؟

۱۔ مغرب نے سیکولرازم کے ذریعے اقلیتی مذاہب کا دفاع کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ جرمنی کا **Holocaust** اس کی بدترین مثال ہے۔ اب بھی مشرقی جرمنی میں یہودیت کے خلاف اور فرانس میں اسلام کے خلاف شدید جذبات پائے جاتے ہیں۔

۲۔ امریکہ میں ۲۰۰ سال سے مذہب اور ریاست کی تقسیم ہے لیکن پوری تاریخ میں صرف ایک غیر پروٹسٹنٹ (کینیڈی) صدر بن سکا ہے۔

۳۔ یہودی امریکہ میں بہت زیادہ اثر ورسوخ رکھتے ہیں لیکن صدارت کے لئے انہوں نے بھی کبھی کوشش نہیں کی۔

۴۔ کیا امریکہ میں کسی مسلمان کا صدر بنا ممکن ہے؟ یہاں تک کہ وہ وزیر بھی نہیں بن سکتا۔ پچھلے سال جب وائٹ ہاؤس میں عید پر مسلمانوں کو کھانا کھلایا گیا تو وال سٹریٹ جرنل نے اس پر تنقید کی۔

۵۔ برطانیہ، فرانس اور جرمنی میں بھی مسلمان خاصی تعداد میں ہیں لیکن تاریخ اب تک اس بات کا انتظار کر رہی ہے کہ کوئی مسلمان وزیر بنے۔

۶۔ اسلام نے ہمیشہ اقلیتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کو اہل کتاب کی حیثیت سے بہت حقوق حاصل ہیں۔ مسلم سپین میں یہودی عالم بہت اہم عہدوں پر فائز تھے۔

۷۔ ترکوں کے زمانے میں بھی غیر مسلموں نے بہت اہم مقامات حاصل کئے۔ سلیمان (۱۵۲۰ تا ۱۵۶۶ء) اور سلیم (۱۷۸۹ء تا ۱۸۰۷) کی کابینہ میں عیسائی وزیر تھے۔ مغل بادشاہ اکبر کے ہاں ہندو وزیر تھے۔

۸۔ اب بھی عراق کے نائب وزیراعظم جناب طارق عزیز عیسائی ہیں۔ بطروس غالی کبھی بھی اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل نہ بن سکتے اگر وہ مصر میں وزیر خارجہ نہ رہے ہوتے۔ پاکستان میں ہمیشہ ایک اقلیتی وزیر ہوتا ہے۔ مغربی افریقہ کی ۹۵ فیصد مسلم آبادی والی ریاست سینی گال میں ایک عیسائی بیس سال (۶۰۔۱۹۸۰ء) صدر مملکت رہے ہیں۔ جناب لیوپولڈ سیدر سیغور کو کبھی بھی عیسائیت کی وجہ سے مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اب وہاں مسلمان عبدو دیوف صدر ہیں مگر ان کی اہلیہ عیسائی ہیں۔ کیا امریکہ میں کسی صدر کی بیوی مسلمان ہو سکتی ہے؟ اگر کوئی امریکی صدارتی امیدوار ٹی وی پر تسلیم کرلے کہ اس کی بیوی مسلمان ہے کیا وہ پھر بھی الیکشن میں رہ سکے گا؟

ظلم اور پستی

کسی کلچر کو جانچنے کے لئے ہم جہاں یہ دیکھتے ہیں کہ اس نے کیا شاندار کامیابیاں حاصل کی ہیں وہاں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اس نے ظلم و بربریت کو کس حد تک روا رکھا ہے؟

۱۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ بیسویں صدی میں اسلام نے جمہوری قوتوں کو جنم نہیں دیا لیکن دوسری طرف مغربی عیسائی کلچر نے نازی ازم، فاشزم اور کمیونزم کو جنم دیا ہے۔ شام اور عراق میں زیادتیاں ہوئی ہیں۔ لیکن وہاں بھی فاشزم ریاستی نظام نہیں بن سکا۔ البانیہ کے علاوہ کمیونزم کسی بھی مسلم ملک میں فروغ نہیں پا سکا۔

۲۔ مسلمان ممالک کو جہاں جمہوریت نہ لانے پر طعن کا نشانہ بنایا جاتا ہے وہاں ان کی تعریف نہیں کی جاتی کہ انہوں نے کس طرح اپنے آپ کو غیر معمولی برائیوں سے بچایا ہے۔ مسلم معاشرہ میں نازی کیمپوں کی مثالیں نہیں ملتیں۔ یورپین کے ہاتھوں امریکہ و آسٹریلیا میں مقامی لوگوں کی تباہی کی

مثالیں نہیں ملتیں۔ سٹالن اور پول پاٹ کی مثالیں نہیں ملتیں۔ نسلی امتیاز کی مثال نہیں ملتی جسے ڈچ چرچ نے جواز بخشا۔ جنوبی امریکہ کے نسل پرست کلچر کی مثال نہیں ملتی جہاں ہمیشہ کالے لوگوں پر ظلم کیا جاتا ہے۔

۳۔ اسلام نے ہمیشہ نسل پرستی کے خاتمہ Genocide اور تشدد کی مخالفت کی ہے۔ قرآن نے کھل کر نسلی اور قومی مسئلہ پر رائے دی ہے کہ اللہ نے قومیں اور قبائل صرف اور صرف شناخت کے لئے پیدا کئے ہیں اور اچھائی کا معیار تقویٰ ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا کہ عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت نہیں ہے۔ سرخ آدمی کو سیاہ پر کوئی فوقیت نہیں ہے۔

۴۔ حضرت محمد ﷺ کے غلام ایتھوپیا کے رہنے والے حبشی غلام حضرت بلالؓ کو حضرت عمرؓ سیدنا بلال (ہمارے سردار) کہہ کر پکارتے تھے۔

۵۔ جدید مصر کے پانچ صدور میں سے دو سیاہ رنگت والے تھے۔ مصر اور ہندوستان میں غلاموں نے حکومتیں کی ہیں۔

۶۔ اسلام میں منتخب زبان (عربی) تو ہے مگر کوئی منتخب قوم نہیں ہے۔ چوتھی صدی عیسوی (۳۱۳ء) میں رومی بادشاہ کانسٹی ٹائن اوّل کے عیسائی بننے کے بعد سے آج تک عیسائیت پر یورپ کا غلبہ ہے جبکہ مسلمانوں کی قیادت بدلتی رہی ہے۔ عربی اُموی حکومت (۶۶۱ء تا ۷۵۰) مخلوط عباسی حکومت (۷۵۰ تا ۱۲۵۸) اور پھر عثمانی سلطنت (۱۴۵۸ء تا ۱۹۲۲ء) اس کی مثالیں ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں مغل سلطنت، مصر میں فاطمی حکومت، ایران میں صفوی حکومت اس بات کا ثبوت ہے کہ پوری تاریخ میں کبھی بھی ایک علاقہ کے لوگوں نے مسلم دنیا کی قیادت نہیں کی۔ جبکہ یورپ نے ہمیشہ عیسائی دنیا کی قیادت کی ہے۔ ان متفرق حکومتوں نے مسلم دنیا میں نسلی مساوات کو پھیلایا ہے۔ اسلام کے اس غیر نسلی پالیسی کا نتیجہ ہے کہ کہیں بھی مسلمانوں نے کسی نسل کو ختم کرنے کی کوشش نہیں کی، اس کے برعکس اسلام تبلیغ تعاون اور باہمی رشتوں سے پھیلا ہے۔

امن وامان

۱۔ اہل مغرب یہ کہتے ہیں کہ اسلامی بنیاد پرستی دہشت گردی کو جنم دے رہی ہے۔ اگر اسلام مغرب کے مقابلے میں زیادہ سیاسی تشدد پیدا کر رہا ہے تو مغرب اسلام کے مقابلے میں زیادہ شاہراہی تشدد (Street Violence) پیدا کر رہا ہے۔ مغربی معاشرہ اس سے زیادہ 'ٹھگ' پیدا کر رہا ہے جتنے 'مجاہدین' اسلام پیدا کر رہا ہے۔ افریقہ میں سب سے بڑا مسلم شہر قاہرہ ہے اور سب سے بڑا مغربی شہر جوہانسبرگ ہے۔ قاہرہ زیادہ بڑا ہے مگر جرائم جوہانسبرگ میں زیادہ ہیں۔

۲۔ معیارِ زندگی کے حساب سے کیا عام شہری سخت اسلامی حکومت میں بہتر ہے یا کہ آزاد مغربی ملک میں؟ تہران کی آبادی ایک کروڑ ہے لیکن عورتیں اور بچے رات کے بارہ بجے آزادی سے پارکوں میں پکنک مناتے ہیں۔لوگ رات کو بلاخوف وخطر سڑکوں پر چلتے ہیں۔کیا نیویارک اور واشنگٹن میں یہ ممکن ہے؟ عام ایرانی، حکومت کے دباؤ میں ہے جبکہ عام امریکی شہر دوسرے شہریوں کے دباؤ میں ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تہران کا سکون آمرانہ حکومت کی وجہ سے ہے ایسا ہوتا تو لاگوس میں امن ہوتا۔

۳۔ دنیا کے تمام اَخلاقی نظاموں میں اسلام نے بہت زیادہ بیسویں صدی کی مہلک بیماری Aids کے خلاف مزاحمت کی ہے۔جنسی تعلقات میں اِعتدال اور نشہ آور ادویات کے استعمال کی کمی نے مسلم معاشرہ کو اس لعنت سے قدرے بچایا ہوا ہے۔ ماہرین کہتے ہیں کہ مسلم ملک آوری کوسٹ میں ایڈز سے متاثر ہونے والے مسلمانوں کی تعداد ایڈز سے متاثر ہونے والے غیر مسلموں سے آدھی ہے۔ (نیو سائنٹفک ،لندن: ستمبر ۱۹۹۳ء)

خلاصہ : مغربی آزاد جمہوریت نے جہاں آزادی، احتساب، عوام کی حکومت اور اعلیٰ معاشی پیداواری ہے وہاں اس کی کوکھ سے نسل پرستی، فاشیت، استحصال اور نسل کشی نے جنم لیا ہے۔ انسانیت کو اسلام سے سیکھنا ہے کہ کس طرح نشہ، نسل پرستی، مادیت، شراب نوشی، نازی ازم اور مارکسزم جیسی انسانی فطرت کی خامیوں کو کنٹرول کرنا ہے۔

جمہوری اُصولوں اور اِنسانی اصولوں میں فرق ہے۔ اِنسانی اصولوں میں مسلم معاشرے دنیا سے آگے ہیں، انسانی مساوات، مستحکم خاندان، عدم سماجی تشدد، غیرنسلی مذہبی ادارے، اقلیتوں کا احترام جیسے بنیادی انسانی اصول آج کی انسانیت کی اہم ضرورت ہیں۔مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے معاملات کو بہتر طور پر چلاتے ہوئے، مغربی دنیا کو حکمت کے ساتھ یہ بتائیں کہ اسلام فی الحقیقت ذاتی اور اجتماعی سلامتی کا دین ہے۔ انسانی ذات کا بنیادی مسئلہ اس وقت تک حل نہیں ہوسکتا جب تک کہ انسان کا ناطہ اس کے مالک سے جوڑ نہ دیا جائے۔ ☆☆

قارئین کی آراء اور خطوط پر مبنی کالم کا اضافہ

محدث کو ہر ماہ متعدد خطوط ایسے موصول ہوتے ہیں جن میں محدث کی، اس کے مضامین اور پالیسی کی بہت تعریف کی جاتی ہے۔بعض خطوط ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں تجاویز یا تبصرے یا علمی تنقیدیں موجود ہوتی ہیں۔

قارئین کے اصرار پر آئندہ سے محدث میں قارئین کے خطوط پر مبنی ایک کالم کا اضافہ کیا جارہا ہے جس کے ذریعے قارئین کے تبصرے اور تجاویز سے آگاہی کے علاوہ مزید بہتری کی کوششیں اور رجحانات کی جائزہ ملتا رہے گا۔

آپ کی رائے ہمارے لئے بڑی اہمیت رکھتی ہے، اس لئے اپنی مفید آراء سے ہمیں آگاہ فرمائیے مختلف مضامین میں پیش کئے جانے والے مواد، انداز واستدلال اور ترتیب وغیرہ پر اپنی رائے ہمیں بھیجئے، ان خطوط کو شائع بھی کیا جائے گا جو منضبط آراء اور بامقصد تنقید واصلاح پر مبنی ہوں۔ آپکے خطوط سے ہی یہ کالم مزین ہوتا رہے گا **اپنی رائے آج ہی ہمیں بھیجیں**